بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم

رسول اللہ توں صدقے جان میری ایہہ فانی زندگی قربان میری

سوانح حیات

عالم باعمل واعظ بے بدل حاجی حرمین شریفین مقبول دارین

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا

غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ

ساکن قلعہ میاں سنگھ

ضلع :- گوجرانوالہ

مصنف و مولف

حضرت مولانا عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ خلف اکبر حضرت مولانا مرحوم

اشاعت ثانی از محمد نسیم ایم اے، و برادران قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

پبلشر :- فضل بکڈپو اردو بازار گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور

کاتب : فیاض احمد بھٹی

قیمت - /25

ہدیہ اجمۃ - /18

دیباچہ طبع دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا مرحوم کی سوانح حیات کو شائع ہوئے عرصہ دراز گزر چکا ہے۔ والد مرحوم نے اسے سنہ ۱۹۳۰ء میں شائع کروایا تھا۔ کتاب کا یہ ایڈیشن اب نایاب ہے۔ مولانا مرحوم کے عقیدت مندوں کے پیہم اصرار کے سبب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

وقت کی رفتار کے باعث اگرچہ اس کتاب کی زبان میں قدرے تبدیلی آچکی ہے۔ تاہم تحریر میں جو سادگی۔ حسن اور شیرینی موجود ہے۔ اس سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی بنا پر کتاب کی زبان میں تبدیلی کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اسے مِن و عن شائع کیا جا رہا ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ناچیز

محمد نسیم بن عبدالوکیل نبیرہ حضرت غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

ساکن قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

امابعد:۔ بخدمت جمیع برادران اسلام بعد ہدیہ مسنونہ عرض ہے۔

قبل ازیں کہ آپ حضرات کے سامنے حضرت مولانا صاحب مرحوم کے سوانح حیات پیش کیے جاویں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس کی تالیف اور اشاعت کی غرض و غایت عرض کر دی جاوے۔

والد صاحب مرحوم نے آپ کے سوانح بڑی محنت اور کوشش سے فراہم فرمائے۔ مگر ان کو خود اشاعت کا موقع رب العزت نے نہیں دیا۔ اور رسولی عمر پوری ہونے کے بعد (یعنی پورے ۶۳ سال کی عمر پوری ہونے پر) اپنے ہاں بلا لیا۔ انا للہ الخ۔

جب آپ یہ کتاب لکھ رہے تھے۔ میں نے سوال کیا۔ کہ آپ کا اتنا وقت اس کام میں صرف کرنے سے کیا منشا ہے۔ اور کس غرض سے اتنی محنت کر رہے ہیں۔ جو کچھ آپ نے مجھے فرمایا وہی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ فرمایا۔ ”میرا منشا یہ نہیں کہ مولوی صاحب مرحوم کی ذات اور کرامات وغیرہ سے خلق خدا کو متعارف کراؤں۔ اور مجھے کچھ حاصل ہو۔ اور

گھر آکر پھر ارادہ مصمم اس طرف کا کیا۔ اور سفر کی تیاری کرنے لگے۔ میرے بھائی بند کہتے تھے کہ یہ مجنون ہو گیا ہے۔ یا اس کے پاؤں کو چکر آگیا ہے یا آسیب زدہ ہے۔ یہ سکندر کی طرح آبحیات کی تلاش میں ہے۔ بھلا بلا قسمت کہاں ملتا ہے۔ یہ طعن اور ملامت میرے شوق کو زیادہ کرتے۔ اور میری آتش شوق پر تیل کا کام کرتے۔ مولوی جامی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے ؎

ملامت شحنۂ بازارِ عشق است — ملامت صیقلِ بازارِ عشق است

آپ نے اپنی حالت سسی پنوں میں خود مختصراً تحریر کی ہے۔ وہ بعینہٖ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

نظام الدین خادم جد مغفور — فضیلت موں ہویا ہر طرف مشہور
ریاضت تے سخاوت موں یگانہ — بکسر نفس بے مثل زمانہ!
خزانہ فیض دی کنجی زباں سی — نظامی گنجوی ثانی بیاں سی
کیا مجھ پر کرم سے اک نظارہ — ہویا غفلت دا پردہ پارہ پارہ
کیتی میں پر کرم سیتی عنایت — ہوئی تحصیل کر یندی ہدایت
انہاں دے بعد حضرت قبلہ گاہی — رحیم بخش میرے تکیہ گاہی
عجیبہ حسن صورت لبا معنےٰ — تعالی اللہ چہ دور اندیش دانا
کیتی اشفاق تے وافر عنایات — بھیجا لاہور میں دے خرچ حاجات
بخدمت مولوی صاحب یگانہ! — جو سن ممتاز فضلائے زمانہ
جو ساکن موضع لگہ شریف است — غلام محی الدین اسم لطیف است
دوجے حضرت میرے ہن احمد الدین — دونوں بھائی مبارک فیض آئین
کیتونے علم دینی دی ہدایت — میرے پر لطف و شفقت بے نہایت
جو کس منہ نال انہاں نوں صلاحیں — مگر بیٹھا کراں ہر دم دعائیں
ہویا پھر صوفیانہ اشوق غالب — پھراں اس درد دا ہر طرف طالب

محرم ماہ موں سرماندے آثار — گیارہ سو تیرھویں تھیں سٹھ پر چار
غلام ایہ پڑ گنا ہے چارہ گمنام — طلب دے درد نے چھوڑا نہ آرام
ہویا آخر موں آوارہ وطن سے — نہ خویشیاں سے خبر نہ خویشتن سے
چلا جذبہ آلہی موں گرفتار — بحضرت صاحبِ کوٹھہ کے دیدار
انہاں روزاں میں آیا شوق غالب — پھراں اس درد دا ہر طرف طالب
حکائت عاشقانہ بہت بھاوے — کہانی عشق دی دلنوں سکھاوے
خصوصاً بات سسّی دی زیادہ — کہے سوز اندر دوازہ کشادہ
اسے کارن وچھوڑیندی حکایت — تھلاندلوچہ دلبندی روایت
لکھی اول میں درداندی کہانی — ہوئی باقی موں سسی بار ثانی

لکھایں درد اپنے دا فسانہ
سسّی پنوں دا قصہ کر بہانہ

دو روز ہی ٹھہرے ہوں گے۔ کہ صاحبزادہ محمد اعظم کابلی المعروف بہ عبد اللہ الغزنوی کوٹھہ میں تشریف آور ہوئے۔ جب آپ کی حضرت سید میر صاحب سے آنکھیں چار ہوئیں۔ تو محبت سے ایسا جوش کیا۔ اور ایسا بے خود ہو کر ان پر گرے۔ جیسے پانی پر پیاسا یا معشوق پر عاشق مجہور۔ یا شمع پر پروانہ۔ حضرت صاحب کوٹھہ والا نے بھی آپ کی بڑی عزت کی۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ عبد اللہ صاحب نے بھی حضرت صاحب کوٹھہ والا سے بیعت کی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ عبد اللہ صاحب نے محض اس سلسلہ میں داخل ہونے کے واسطے بیعت کی ہے۔ ورنہ ان کو ضرورت بیعت کی نہ تھی۔ آپ نے عبد اللہ صاحب سے رشتۂ اخوت باندھا۔ ایک روز دونوں صاحب حضرت صاحب کوٹھہ والا کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تیرے اور عبد اللہ کے درمیان

اخوت کا نور عجیب طرح کا آتا جاتا ہے۔ تم دونوں کو دیکھ کر مجھے بڑا حظ حاصل ہوتا ہے۔ خداوند کریم تم دونوں کی محبت میں ترقی دے۔

چند روز دونوں صاحب کوٹھہ تشریف ٹھہر کر قلعہ میہاں سنگھ (یعنی اپنے مسکن) کو روانہ ہوئے۔ جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔

رستہ میں ہی ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا۔ اور یہ قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جاوے سو اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں۔ اس مجذوب بزرگ کا نام جنگو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے۔ تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا۔ کہ دیکھو دو شخص محمدیؐ نمونہ صحابہؓ کرام چلے آتے ہیں۔ مجھے کوئی کپڑا پہنا دو۔ اور ان دونوں کے لیے فرش کر دو۔ جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جنگو شاہ نے اُٹھ کر استقبال کیا اور بٹھا لیا۔ دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ جنت اس طرف ہے۔ یہ سُنکر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا۔ آج ہوش و حواس کی باتیں کرتا ہے۔ جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی صاحب واپس آنے لگے۔ تو کہنے لگا۔ کہ لباس دیکھ کر نہ بھول جانا وہ شخص مسکین صورت ہے۔ اور اس کا نام سید نذیر حسینؒ ہے۔ اس سے پڑھنا۔ یہ سُنکر ان کی پوری تسلی ہو گئی۔ پھر وہاں سے چل کر قلعہ میہاں سنگھ پہنچے۔ اور آتے ہی مولوی صاحب عبداللہ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔ کہ چند ماہ ٹھہر کر پڑھنے کو جاؤں۔

چونکہ مولوی عبداللہ صاحب تھوڑے ہی عرصے سے اپنے وطن

سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ان کا بھی کسی جگہ قیام کرنے کا ارادہ تھا اور مولوی صاحب کو حضرت صاحب کوٹھہ والا نے فرمایا تھا۔ کہ تم لاہور جا کر ٹھہرو۔ اور وہاں وعظ کیا کرو۔ اس لیے مطابق فرمان کے دونوں صاحب ہی لاہور چلے گئے۔ چند روز لاہور ٹھہر کر امرتسر چلے گئے۔ باغوالی مسجد میں حافظ محمود صاحب کے پاس اقامت کی حافظ صاحب بھی ان کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

باب پنجم ۵

تاثیر وعظ اور حق گوئی

امرتسر چند روز رہ کر مولوی صاحب واپس لاہور آ گئے۔ اور ایک مسجد میں جو تکیہ سادھواں میں ہے۔ امامت کی۔ وہاں رہ کر آپ نے وعظ کہنا شروع کیا۔ لاہور میں آپ کے وعظ کی بہت شہرت ہوئی۔ کیونکہ آپ کی تقریر نہایت شستہ ہوتی تھی۔ اور آپ ہر مطلب کو اس عمدگی سے بیان فرماتے تھے۔ کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ مولینا صاحب کی تقریر اور بیان مشہور انام تھا۔ اور یہ بات تمام لوگوں میں مشہور تھی۔ کہ "مولوی صاحب نے وہ طرز بیان اختیار کیا ہے۔ کہ ان کے وعظ سے ہر مذہب و ملت کا شخص خوش ہو کر اٹھتا ہے۔" مولانا صاحب کی تقریر نہایت ہی پُر اثر تھی۔ وعظ میں مجمع عام ہوتا تھا۔ چونکہ لاہور ایک دار العلوم ہے۔ اس لیے ہر قسم کا آدمی وہاں پایا جاتا ہے۔ علماء گھروں سے ارادہ کر کے جاتے تھے کہ مولوی صاحب کی وعظ میں مخالفت کریں گے۔ لیکن وہاں سوائے خاموشی کے کسی کو یارا نہ ہوتا تھا سامعین میں سکوت سلطنت کرتا تھا۔ کیا مجال تھی کہ وعظ میں کوئی کسی کی طرف

تو ہماری ایسی حالت ہوتی۔ کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ واللہ باللہ میں نے بھی مولوی صاحب کا وعظ کئی دفعہ سُنا۔ میری اور دیگر سمجھدار لوگوں کی بھی یہی حالت ہوتی۔ جیسی اصحابؓ کی ہوا کرتی۔ عرب۔ عجم۔ پنجاب۔ ہندوستان وغیرہ ممالک کا میں نے سیر کیا ہے۔ مگر ایسا مؤثر بیان میں نے کبھی نہیں سُنا۔

بابِ ششم

مولوی صاحب کا دہلی کی طرف سفر کرنا اور ۱۸۵۷ء کی جدوجہد آزادی

مولوی صاحب یکہ میں سوار ہو کر ہفتہ کے دن لاہور پہنچے۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی صحبت لوگوں کے دلوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور انکسار اور عاجزی کے دروازے دلوں میں کھولتی تھی۔ پھر اس جگہ سے امرتسر پہنچ کر مسجد باغوالی میں حافظ محمود صاحب سے مشرف ہوئے اور غافلوں کے دلوں کے زنگ کو توجہات سے اُتار کر پھر امرتسر سے یکہ میں سوار ہو کر آٹھ روز میں دہلی پہنچے (مولوی صاحب سید نذیر حسینؒ صاحب محدث مولوی اسحاق صاحب کے شاگرد ہیں۔) ان کے مدرسہ میں آئے۔ اور بخاری شریف پڑھنی شروع کی مولوی عبداللہ صاحب نے آپ کے ساتھ بخاری کا سننا شروع کیا۔ مولوی نذیر حسین صاحب چونکہ بے تکلّف آدمی تھے۔ اور اپنے کام خود بخود کر لیتے تھے۔ اور کسی خاص وضع کے پابند نہ تھے۔ اس لیے

آپ ان کو پسند فرماتے۔

لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا۔ کہ مولوی صاحب لاہوری جن کا شہرہ ہم سنتے تھے۔ اور جن کے ہاتھ پر لوگ اکثر مسلمان ہوتے تھے۔ وہ یہاں حدیث پڑھنے کے واسطے آئے ہیں۔ بہت لوگوں نے آکر وعظ کے لیے کہا حتیٰ کہ شہزادہ صاحب نے بھی سید صاحب سے سفارش کی کہ مولوی صاحب سے وعظ کرایا جاوے۔ مولوی صاحب نے مان کیا۔ لال قلعہ میں وعظ ہوا۔ آپ کے استاد صاحب بھی ہمراہ گئے۔ اہلِ علم کلہم مخالف و موافق شریک وعظ تھے۔

۱۶ رمضان المبارک ۱۲۷۲ھ ہجری کو آزادی کی جدوجہد جسے غدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ شروع ہو گئی اور رفتہ رفتہ یہ لہر تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ مولوی عبداللہ صاحب واپس لاہور آ رہے تھے۔ اور لاہوری دروازہ کے باہر شاہدرہ تک مولوی صاحب کو رخصت کرنے کے لیے ہمراہ تھے۔ الوداعی باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے ایک عورت انگریز نیم جان مجروحہ پیاسی بلکتی نظر آئی۔ دونوں صاحبوں کو خیال آیا۔ کہ انسانی ہمدردی اسی کا نام ہے۔ کہ اس بیچاری کی جان بچایئں۔ آپ نے یہ فرمایا کہ خبر نہیں کب تک یہ ہندوستان غلامی میں رہے۔ جو اسلامی قانون کے خلاف ہے۔

لوگ چونکہ زیادہ جوش میں تھے۔ اس لیے آپ کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ میم کی جان بچاتے بچاتے ہم کو کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑے پس یہ تجویز کی۔ کہ اس کو مردانہ لباس میں یہاں سے لے جانا چاہیئے اسی تجویز پر متفق ہو کر مردانہ لباس میں میم کو حجرۂ مسجد میں لا کر علاج کرنا شروع کیا اور خوب تیمارداری شروع کی۔ بستر کر کے زخموں کو دھو کر مرہم پٹی کی۔ پانی پلایا۔ بصد مشکل میم کو ہوش آیا۔ دریافت

سے معلوم ہوا۔ کہ وہ کرنل کی بیوی ہے۔ رات کو چند آدمی مسجد میں تلاشی کرنے کی خاطر داخل ہوئے۔ اور پوچھا۔ کہ یہ کون ہے مولوی صاحب نے کہہ دیا۔ کہ کوئی مسافر مریض ہے وہ لوگ یہ جواب سن کر چلے گئے۔ میم چند دنوں میں صحت یاب ہو گئی اور چپکے سے اپنے گھر پہنچا دی گئی۔ میم نے بہت اصرار کیا۔ کہ بطور یادداشت چٹھی لے جاؤ تاکہ بعد امن و امان آپ کی خدمت کا بدلہ آپ کو مل سکے۔ لیکن مولوی صاحب نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم نے تمہاری خدمت کسی طمع یا اللہ پر نہیں کی۔ محض انسانی فرض سمجھ کر اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر کی ہے۔ اس کا صلہ اللہ تعالےٰ سے لیں گے۔ میم نے پھر کہا۔ کہ یہ فساد کا زمانہ ہے۔ مبادا آپ پر آپ کا کوئی دشمن گورنمنٹ سے شکایت کرے۔ اس وقت بطور ثبوت میری چٹھی آپ کے کام آئے گی۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم پر کوئی شکایت کر کے کیا لے گا۔ غرضیکہ مولوی صاحب نے باوجود میم کے اصرار کے چٹھی نہ لی۔

مولوی صاحب مرحوم فرماتے تھے۔ کہ جس مسجد میں مَیں اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی بیٹھے تھے۔ وہاں گولیاں آکر پڑتی تھیں۔ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی دریافت فرماتے تھے۔ کہ عبداللہ (غلام رسول) یہ کیا ہو رہا ہے۔

مولوی صاحب کی گرفتاری اور برّیت

مولوی صاحب کو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے ایک دن فرمایا کہ "میں خواب میں تم پر بلائے آسمانی نازل ہوتی دیکھتا ہوں۔ آپ

کا گھر کو چلے جانا یہاں کے رہنے سے بہتر اور انسب ہے۔ مجھے اس خواب کے دیکھنے سے بڑا اضطراب ہو رہا ہے۔" مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھ کو مولوی عبداللہ صاحب بار بار فرماتے کہ تم یہاں سے گھر چلے جاؤ۔ ہر چند میں نے کہا کہ جب میں مصیبت میں مبتلا ہونے والا ہوں تو آپ مجھ کو تسکین اور اطمینان دیویں۔ نہ یہ کہ مجھے گھبرا دیں۔ آخر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے اصرار پر آپ گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

کسی شخص نے گورنمنٹ سے شکایت کی۔ کہ یہ انقلاب کی کوشش مولوی غلام رسول کی وعظ کی طفیل ہوئی ہے۔ انگریز چونکہ مبتلائے بلا تھے۔ آپ پر اور نیز اور ہندوستانی مولوی صاحبان پر بدظن ہو گئے تھے۔ بہت سے عالم گرفتار ہو گئے۔ مولوی صاحب دہلی سے رخصت ہو کر بہزار دقت امرتسر پہنچے۔ دو روز حافظ محمود صاحب کی مسجد میں رہے۔ امرتسر میں ہی مولوی صاحب نے سُن لیا تھا۔ کہ میری گرفتاری کے لیے اشتہار جاری ہو گیا ہے۔ دو روز کے بعد آپ فتح گڑھ چلے گئے۔ ہمارے نانا صاحب مولوی عبدالحق صاحب زندہ تھے۔ گرفتاری کے اشتہار کا واقعہ سُن چکے تھے۔ مولوی صاحب کے رشتہ داروں اور واقفوں کی طرف جاسوس اور ملازم سرکاری پھر رہے تھے۔ اس زمانہ میں امرتسر کا ڈپٹی کمشنر انگریز تھا فساد کے دوران جب سے اس کے دماغ میں کچھ جنوں سا ہو گیا تھا۔ وہ لوگوں کو صرف اتہام پر بلا تحقیق ہی پھانسی دلوا دیتا تھا۔ نانا صاحب مولوی عبدالحق صاحب تمام دن گھر کے دروازہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ تاکہ کہیں مولوی صاحب کے آنے کا پتہ نہ لگ جائے۔